معالم السنن میں امام خطابیؒ کا منہج واسلوب

The methodology and stylistics of Maalim-us-Sunan

☆ شہزادہ عمران ایوب

☆☆ ڈاکٹر محمد اعجاز

Abstract:

The status of Ma'lim-us-Sunan is very high in explanations of Sunan Abu Dawood because it is considered first explanation of Sunan Abu Dawood. Imam Khattabi has adopted such a fine method in it that with the literal explanation of words and description of jurisprudential commandments he has also collected in it sayings of Salaf-us-Saalih, Arabian proverbs, different opinions of various scholars, grammatical rules and Jarh-o-ta'deel etc. To add, he, as a specially, Ahadith and quotations of Sahabah and scholars, has made provision to describe with his chain of narrators. Due to this, the book has adopted the basic primary status of Hadith knowledge. And further, because of these chains of narrators this book has adopted the form of reference source in matter of teachers identification of Imam Khattabi. Due to all these qualities undoubtedly the way this book was a need of scholars and researchers of every era, in the same way the scholars can never be exempted from this today.

علم حدیث میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں میں محدث ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب، المعروف امام خطابیؒ (م ۳۸۸ھ) بھی ہیں۔ آپ پیدا تو افغانستان کے شہر ''بست'' میں ہوئے لیکن طلبِ علم کے لئے شرق وغرب کے اکثر وبیشتر شہروں کا سفر کیا حتی کہ علم حدیث میں امام بن گئے اور آپ کا شمار ائمہ حدیث میں ہونے لگا۔ آپ نہ صرف محدث تھے بلکہ فقیہ، ادیب، شاعر اور بطور لغوی بھی معروف تھے۔

حدیث کے حوالے سے آپ کی خدمات اس لحاظ سے منفرد وممتاز ہیں کہ چند امور کی انجام دہی میں

☆ ریسرچ سکالر، پی ایچ۔ڈی، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

☆☆ ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

جن میں آپ کو اوّلیت حاصل ہے۔ جیسا کہ دستیاب معلومات کے مطابق حدیث کی سب سے صحیح ترین کتاب ''صحیح بخاری'' کی اوّلین شرح لکھنے کا اعزاز آپ ہی کو حاصل ہے جو ایک عرصہ تک مخطوط شکل میں رہنے کے بعد اب مکہ مکرمہ سے ''اعلام الحدیث'' کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔ اسی طرح سنن اربعہ کے ایک جزوِ اعظم ''سنن ابو داود'' کی پہلی مفصل شرح بھی آپ ہی نے تحریر فرمائی ہے جو'' معالم السنن'' کے نام سے مطبعہ علمیہ حلب سے چار جلدوں میں شیخ محمد راغب طباخ کی تحقیق کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔

اس وقت موجود سنن ابوداود کی شروح میں یہ پہلی دستیاب کتاب ہے جو تفہیم وتشریحِ حدیث کے سلسلے میں تحریر کی گئی۔ اس میں پہلی بار احادیث کی تشریح کرتے ہوئے لغوی توضیحات، اقوال ائمہ لغت، امثالِ عرب، فقہی احکام وفوائد، ترجیحی آراء، شرعی آداب، اقوالِ سلف، اشعار، نادر واقعات، لطیف اقوال، اصطلاحاتِ حدیث، محدثین کی بعض اغلاط کی اصلاح، احادیث کی صحت وضعف کی توضیح اور رواۃ پر جرح وتعدیل کے بیان کی صورت میں بہت سا علمی مواد اختصار وجامعیت کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس کا انتخاب کرتے ہوئے آئندہ سطور میں اس پر مفصل بحث کی گئی ہے اور اس مفید شرح میں امام خطابیؒ کے منہج واسلوب کی تفصیل پیش کی جارہی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

احادیث کے انتخاب کا اسلوب:

امام خطابیؒ نے سنن ابوداود کی شرح کرتے ہوئے ہر ایک حدیث کی الگ الگ تشریح نہیں کی بلکہ اس سلسلے میں آپ کا منہج مختلف ہے۔ چنانچہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ کسی باب کی متعدد احادیث میں سے تشریح کے لئے صرف ایک ہی حدیث کا انتخاب فرماتے ہیں جیسا کہ سنن ابو داود، کتاب الصلاۃ میں ایک باب یہ ہے'' اذا اخر الامام الصلاۃ عن الوقت ''۔ اس کے تحت امام ابوداودؒ نے چار احادیث نقل فرمائی ہیں (۱) لیکن تشریح کرتے ہوئے امام خطابیؒ نے اس باب کی صرف دوسری حدیث ہی کا انتخاب فرمایا ہے۔ اور غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث اس باب کی باقی تمام احادیث کی جامع ہے اور اگر اس کی تشریح کردی جائے تو باقی تمام کی تشریح بھی اسی کے تحت آجائے گی، نیز دیگر احادیث کی بہ نسبت اسی حدیث میں بعض غریب اور ناقابل فہم کلمات بھی موجود ہیں، اسی وجہ سے آپ نے اس کا انتخاب فرمایا ہے۔ (۲)

علاوہ ازیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ باب کی متعدد احادیث میں سے صرف دو احادیث ہی کا انتخاب فرماتے ہیں۔ (۳) اور اگر کسی باب کی تمام احادیث کا مفہوم واضح ہو تو اس باب کی کسی حدیث کی شرح کی

ضرورت محسوس نہیں کرتے جیسا کہ سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ میں " باب کیف المسح" کی کسی حدیث پر بھی آپ نے کلام نہیں فرمایا۔ اور اگر کسی کتاب کی تمام احادیث کا ہی مفہوم واضح ہو تو بعض اوقات آپ پوری کتاب بھی ترک کر دیتے ہیں جیسا کہ کتاب الحروف اور کتاب الحمام ہے۔ یہ دونوں کتب سنن ابوداود میں تو موجود ہیں لیکن معالم السنن میں موجود نہیں۔

تشریح اسلوب:

تشریح کے لئے امام خطابیؒ نے جو منہج واسلوب اختیار فرمایا ہے اسے درج ذیل مختلف نکات کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔

☆ **حدیث کے بعد اوّلاً لغوی شرح:** بالعموم امام خطابیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ سند سمیت حدیث کا متن ذکر کرتے ہیں۔ پھر حدیث پر کسی بھی قسم کے کلام سے پہلے حدیث میں موجود مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔ اس کے بعد فقہی احکام اور شرعی آداب پر بحث کرتے ہیں۔ جیسا کہ مقدمہ کے بعد کتاب کے آغاز میں آپ نے پہلی حدیث کی تشریح میں یہی اسلوب اختیار فرمایا ہے۔ (۴)

☆ **لغوی شرح کے بغیر حدیث پر کلام:** اگر کسی حدیث میں کوئی غریب ومشکل لفظ نہ ہو تو امام خطابیؒ حدیث کے فوراً بعد اس کے فقہی مسائل یا دیگر فوائد پر بھی کلام شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ''اللہ تعالیٰ نہ وضوء کے بغیر نماز قبول کرتا ہے اور نہ ہی خیانت کے مال سے صدقہ قبول کرتا ہے''۔ (۵) کے بعد امام خطابیؒ نے بغیر کسی لغوی شرح کے صرف فقہی مسائل کے بیان پر ہی اکتفاء فرمایا ہے۔ (۶)

☆ **لغوی اصل اور لفظی اشتقاق کا بیان:** اکثر مقامات پر امام خطابیؒ غریب ومشکل کلمات کی شرح کرتے ہوئے ان کی لغوی اصل بھی بیان کرتے ہیں اور اسی طرح اکثر وبیشتر یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہ لفظ کس سے مشتق ہے۔ چنانچہ جس حدیث میں ہے کہ " ان هذه الحشوش محتضرة ..." ''یہ بیت الخلاء جنوں اور شیطانوں کے آنے جانے کی جگہیں ہیں''(۷) اس کے بعد امام خطابیؒ نے یہ نقل فرمایا ہے کہ ''حشوش سے مراد بیت الخلاء ہیں اور حش کی اصل ہے' گھنے کھجور کے درختوں کا ایک بہت بڑا جھنڈ' اور گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے لوگ انہی مقامات میں قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے (اسی لئے اب حشوش کا لفظ بیت الخلاء کے لئے مستعمل ہے) اور اس لفظ میں دو لغات ہیں؛ حَش اور حُش''۔ (۸) اور ایک دوسرے مقام پر لفظ ماعون کی توضیح میں نقل فرمایا کہ ''بعض اہل لغت کا گمان ہے کہ لفظ ماعون مشتق ہے معن سے اور معن ایسی چیز کو کہتے ہیں جو

بہت کم مقدار میں ہو''۔(۹)

☆ **صرفی وزن کا بیان:** بعض مقامات پر امام خطابیؒ کلمات کا صرفی وزن بھی بیان فرماتے ہیں، جیسا کہ ایک مقام پر آپ نے نقل فرمایا ہے کہ ''لفظ طولیٰ کا (صرفی) وزن فعلی ہے اور یہ اطول کی مؤنث ہے۔''(۱۰)

☆ **اعراب کا بیان:** بعض اوقات امام خطابیؒ کلمات کا اعراب بھی بیان فرماتے ہیں جیسا کہ آپ نے جہاں یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ ''حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر باہر نکلتے تو کہتے ''غُفْرَانَكَ''۔(۱۱) وہاں آپ نے اس کے فوراً بعد یہ ذکر فرمایا ہے کہ ''مغفرت کی طرح لفظ غفران بھی مصدر ہے اور یہاں اس (کے نون) پر زبر اس لئے ہے کیونکہ یہاں طلب وسوال پوشیدہ ہے، گویا کہ آپ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیری مغفرت کا سوال کرتا ہوں، جیسا کہ آپ لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ اے اللہ! تیری معافی اور تیری رحمت، لیکن اس سے آپ کی مراد یہ ہوتی ہے کہ (اے اللہ!) تو ہمیں اپنی طرف سے معافی اور رحمت عطا فرما۔''(۱۲)

☆ **نحوی قواعد کا بیان:** بعض مقامات پر دورانِ شرح امام خطابیؒ نحوی قواعد کا ذکر فرماتے ہیں جیسا کہ ایک مقام پر آپ نے نقل فرمایا ہے کہ ''حرف لیس کے لئے تین استعمالات ہیں: ایک یہ کہ یہ فعل کے معنی میں ہوتا ہے اور اپنے اسم کو پیش اور خبر کو زبر دیتا ہے جیسا کہ آپ یوں کہیں کہ ((لیس عبد الله عاقلا)) ''عبداللہ عقلمند نہیں۔'' دوسرے یہ کہ یہ حرف ''لا'' کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ آپ کہیں ((رأیت عبد الله لیس زیدا)) ''میں نے عبداللہ کو دیکھا زید کو نہیں۔'' اس صورت میں لیس کے ذریعے لفظ زید پر زبر دی جائے گی جیسا کہ حرف لاء کے ذریعے دی جاتی ہے۔ اور تیسرے یہ حرف ''غیر'' کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ آپ کہیں کہ ((ما رأیت اکرم من عمرو لیس زیدا)) ''میں نے عمرو سے زیادہ معزز کسی کو نہیں دیکھا سوائے زید کے'' اس صورت میں لیس اپنے مابعد کو زیر دے گا۔(۱۳)

☆ **وجہ تسمیہ کا بیان:** امام خطابیؒ نے شرح میں وجہ تسمیہ کے بیان کا بھی اہتمام فرمایا ہے چنانچہ یوم القر کی توضیح میں آپ نے نقل فرمایا کہ ''یوم القر سے مراد وہ دن ہے جو یوم النحر کے بعد ہے اور اسے یوم القر کا نام اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ اس دن لوگ منیٰ میں قرار پکڑتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس دن طوافِ افاضہ اور قربانی کر کے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں اس لئے وہ استراحت کرتے ہیں اور قرار پکڑتے ہیں۔''(۱۴)

☆ **آیات سے استشہاد:** اکثر مقامات پر آپ الفاظ کی شرح کرتے ہوئے بطورِ استشہاد قرآنی آیات بھی

نقل فرماتے ہیں۔جیسا کہ حدیث ''اور (تم میں سے کوئی اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے''(۱۵) نقل کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ "ولا یستطب بیمینه" سے مراد یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اور استنجاء کو استطابہ کا نام اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ اس میں ازالۂ نجاست اور بدن میں نجاست کے مقام کو پاک کرنا ہے... اور یہاں طیب کا معنی طہارت ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ((فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا)) ''پس تم پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔''(۱۶)

☆ **احادیث سے استشہاد:** بعض اوقات امام خطابیؒ بطورِ استشہاد احادیث بھی نقل فرماتے ہیں اور ایک حدیث کی تفسیر دوسری حدیث سے بھی کرتے ہیں جیسا کہ ایک مقام پر آپ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے ''جس نے قسم کھائی ((فاستثنی)) اور ان شاء اللہ کہا تو چاہے وہ اپنی قسم کو پورا کرے یا نہ کرے، قسم نہیں ٹوٹے گی۔''(۱۷) اس کے تحت آپ نے ذکر فرمایا ہے کہ ''نبی ﷺ کے اس فرمان ''اور ان شاء اللہ کہا'' سے مراد یہ ہے کہ اپنی زبان سے بول کر ان شاء اللہ کہا نہ کہ محض دل سے، کیونکہ اسی حدیث میں ابوداود کی روایت کے علاوہ (یہ لفظ موجود ہیں کہ) ((فقال ان شاء الله)) ''جس نے قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہا''(۱۸) (یعنی) ان شاء اللہ کو قول کے ساتھ معلق کیا گیا ہے۔''(۱۹)

☆ **اشعار سے استشہاد:** بعض اوقات امام خطابیؒ اپنے بیان کردہ معنی کی تائید میں اشعار بھی نقل فرماتے ہیں جیسا کہ ایک مقام پر ایک حدیث یہ مذکور ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نماز عشاء کا انتظار کرتے رہتے تھے ((حتی تخفق رؤوسهم)) ''حتی کہ ان کے سر (نیند کی وجہ سے) جھک جاتے تھے۔'' پھر وہ نماز پڑھ لیتے اور (دوبارہ) وضوء نہ کرتے تھے۔''(۲۰)

اس حدیث کے الفاظ "حتی تخفق رؤوسهم" کی تشریح میں آپ نے نقل فرمایا ہے کہ "تخفق رؤوسهم" کا معنی یہ ہے کہ ان کی گردنیں ان کے سینوں پر گر پڑتی تھیں اور یہ حالت صرف سخت نیند کے باعث ہی طاری ہوتی ہے، ذوالرمہ نے رات کی پوشیدگی اور غلبہ نیند کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ((وخافق الرأس وسط الكور قلت له　　زع بالزمام وجوف الليل مركوم)) ''اور سر نے جھکا دیا پگڑی کے درمیانی حصے کو تو میں نے اس سے کہا، لگام تھامے رکھ اس حال میں کہ رات بہت تاریک ہے''۔(۲۱)

☆ **امثالِ عرب سے استدلال:** بعض مقامات پر امام خطابیؒ دورانِ شرح ضرب الامثال بھی ذکر فرماتے ہیں چنانچہ مختلف احادیث کی شرح کے دوران آپ نے بطورِ استدلال ضرب الامثال ذکر فرمائی ہیں ان

میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) ((لا تنبت البقلة الا الحقلة)) ''سبزی کو صرف کھیتی ہی اُگاتی ہے''۔ (۲۲)

(۲) ((ان الرائد لا یکذب اهله)) ''پیش رو جاسوس اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں کہتا''۔ (۲۳)

(۳) ((عاداک من لاحاک)) ''اس نے تجھ سے دشمنی کی جس نے تجھے برا بھلا کہا''۔ (۲۴)

☆ **ائمہ لغت کے اقوال سے استدلال:** امام خطابیؒ بعض اوقات ائمہ لغت کے اقوال سے بھی استدلال کرتے ہیں اور اس سلسلے میں آپ نے متعدد ائمہ لغت کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ ((من توضأ فبها ونعمت)) ''جس نے وضوء کیا تو اس نے سنت پر عمل کیا اور یہ بہت عمدہ سنت ہے''۔ (۲۵) اس کی شرح کرتے ہوئے امام خطابیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ ''نبی کریم ﷺ کے ان الفاظ "فبها" کے متعلق امام اصمعیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ((فبالسنة أخذ)) اس نے سنت پر عمل کیا''۔ (۲۶)

☆ **فقہ الحدیث کا بیان:** سنن ابوداود چونکہ احادیثِ احکام پر مشتمل ہے اس لئے امام خطابیؒ نے دورانِ شرح اکثر و بیشتر احادیث کے تحت ان میں موجود فقہی احکام و مسائل، علمی فوائد، فقہی اختلافات، ترجیحی آراء اور استنباطات وغیرہ بھی نقل فرمائے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ''بلی نجس نہیں، یہ تم پر گھومنے پھرنے والے جانوروں میں سے ہے۔'' (۲۷) اس کی شرح میں امام خطابیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ ''اس حدیث میں یہ فقہی مسئلہ موجود ہے کہ بلی کی ذات پاک ہے اور اس کا جوٹھا نجس نہیں اور اس (کے جوٹھے) سے پینا اور اس سے وضوء کرنا مکروہ نہیں۔ اور اس حدیث میں اس بات کا بھی ثبوت موجود ہے کہ ہر پاک ذات والے درندے، چوپائے اور پرندے کا جوٹھا بھی پاک ہے خواہ وہ ماکول اللحم نہ بھی ہو، اور اس میں اس بات کا بھی ثبوت موجود ہے کہ بلی کی خرید وفروخت جائز ہے کیونکہ اس میں طہارت بھی ہے اور نفع بھی''۔ (۲۸)

☆ **حکمتِ تشریع کا بیان:** اس کتاب میں امام خطابیؒ نے بعض احادیث کی شرح کے دوران مختلف شرعی احکام کی حکمتوں اور علتوں کو بھی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ''جب کھانا حاضر ہو تو نماز نہ پڑھی جائے اور ایسی حالت میں بھی کہ آدمی پیشاب پاخانے کو روک رہا ہو''۔ (۲۹) اس حدیث کے تحت امام خطابیؒ نے نقل فرمایا ہے کہ ''نبی کریم ﷺ نے (نماز سے پہلے حاضر) کھانا تناول فرمانے کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ نفس اس سے اپنی ضرورت پوری کرلے اور پھر نمازی اپنی نماز میں داخل ہو تو وہ دلی طور پر پُرسکون ہو، اس کا نفس کھانے کی خواہش کی وجہ سے اس سے جھگڑا نہ کر رہا ہو کہ پھر یہی چیز اسے جلدی میں ڈال دے اور وہ نماز کے

رکوع وسجود اور اس کے دیگر حقوق کی پوری ادائیگی نہ کر سکے۔"(۳۰)

☆ **اصطلاحاتِ حدیث کا بیان:** امام خطابیؒ نے معالم السنن میں بہت سی اصطلاحاتِ حدیث بھی ذکر فرمائی ہیں۔ چنانچہ کتاب کے مقدمہ میں بالاختصار کچھ اصطلاحات ذکر فرمائی ہیں اور کچھ کا ذکر آپ نے کتاب کے دوران کیا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں آپ نے حدیث کی اقسام (صحیح حدیث، حسن حدیث اور سقیم حدیث) کا ذکر فرمایا ہے اور پھر ضعیف کی انواع بیان کرتے ہوئے موضوع، مقلوب اور مجہول کا ذکر کیا ہے۔(۳۱) اسی طرح مقدمہ میں ہی آپ نے خبر اور اثر کی اصطلاح بھی ذکر فرمائی ہیں۔(۳۲) پھر آپ نے کتاب کے دوران متعدد مقامات پر مرفوع، موقوف، منقطع اور مرسل وغیرہ کی اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں۔ اسی طرح بعض مقامات پر محفوظ، شاذ، مضطرب، مدرج اور مخضرم وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے۔

☆ **حدیث کی اہمیت کا بیان:** بعض اوقات امام خطابیؒ حدیث نقل کرنے کے بعد ایسی عبارات بھی نقل کرتے ہیں جن سے اس حدیث کی اہمیت یا اس کے مضامین کی عظمت ظاہر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ "حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہ اُمور ہیں... پس جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بھی بچا لیا اور جو شبہات میں واقع ہو گیا وہ حرام میں واقع ہو گیا۔"(۳۳)

اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ "یہ حدیث تقویٰ و پرہیزگاری اور جس شک وشبہ سے بچنا انسان پر لازم ہے اس کے بارے میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔"(۳۴)

اسی طرح صلح حدیبیہ کے بارے میں تفصیلی حدیث نقل کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ "اس حدیث نے متعدد آداب وسنن اور فقہ واحکام کو (ایک جگہ) جمع کر دیا ہے۔"(۳۵)

☆ **اختصار کی روش:** اکثر مقامات پر امام خطابیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ اختصار سے کام لیتے ہیں، چنانچہ کبھی آپ ایسا کرتے ہیں کہ اختصار کی غرض سے حدیث کے صرف ایک ہی لفظ کی شرح پر اکتفاء کرتے ہیں۔(۳۶) کبھی آپ ایسا کرتے ہیں کہ حدیث میں موجود کسی ایک فقہی مسئلہ کے بیان پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں۔(۳۷) کبھی آپ متنِ حدیث میں موجود کسی غلطی کی اصلاح پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں۔(۳۸) کبھی آپ ایسا کرتے ہیں کہ اختصار کے پیشِ نظر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کی تفصیل ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔(۳۹) اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم اس پر آئندہ کلام کریں گے۔(۴۰) نیز کبھی اختصار کی غرض سے آپ یہ اسلوب اختیار کرتے ہیں کہ اپنی

کسی دوسری کتاب کا حوالہ دے دیتے ہیں، چنانچہ ایک مقام پر لغوی بحث کی تفصیل نقل کرنے کی بجائے آپ نے صرف اتنا تحریر کرنے پر ہی اکتفاء فرمایا کہ ''میں (اپنی دوسری کتاب) ''غریب الحدیث'' میں اس کا ذکر کر چکا ہوں اور وہاں میں نے تفصیل سے اس کی شرح نقل کر دی ہے۔''(۴۱)

☆ **اختصار کے برعکس تفصیل:** اگرچہ امام خطابیؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ نے اس کتاب میں اکثر و بیشتر مقامات پر اختصار ہی کی کوشش کی ہے، لیکن اس کے باوجود بعض مقامات پر قدرے تفصیل سے بھی کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات اس وجہ سے آپ تفصیل سے کام لیتے ہیں کہ آپ کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ متعلقہ موضوع کی تمام احادیث ایک جگہ جمع کر دی جائیں، جیسا کہ حدیث " انا وارث من لا وارث لہ ..." ''جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا وارث میں ہوں۔''(۴۲) کی شرح کرتے ہوئے آپ نے اس موضوع کی دیگر متعدد احادیث نقل فرما دی ہیں۔(۴۳)

کبھی اس وجہ سے آپ تفصیل سے کام لیتے ہیں کہ مقصود کسی فقہی مسئلہ کی تحقیق میں اہل علم کی آراء کو یکجا کرنا اور ان کے مابین مناقشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ کتاب الصلاۃ ، باب رفع الیدین عند افتتاح الصلاۃ میں رفع الیدین سے متعلقہ متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد آپ نے اس مسئلے پر دورانِ شرح مفصل بحث کی ہے اور بالتفصیل فقہاء کی آراء ذکر کی ہیں، جو تقریباً تین صفحات پر مشتمل ہیں۔(۴۴)

کبھی آپ اس وجہ سے تفصیل سے کام لیتے ہیں کہ آپ کے پیش نظر کسی حدیث میں موجود تمام فقہی مسائل کا بیان ہوتا ہے۔ چنانچہ جہاں آپ نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ'' سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''(۴۵) وہاں اس کے تحت آپ نے تقریباً دو صفحات پر مشتمل تفصیل سے اس میں موجود فقہی مسائل پر بحث کی ہے۔(۴۶)

کبھی آپ اس وجہ سے قدرے تفصیل سے کام لیتے ہیں کہ آپ کا مقصود کسی لفظ کی لغوی شرح کا احاطہ کرنا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث ((لو منعونی عقالا کانوا یؤدونہ الی رسول اللہ ﷺ لقاتلتھم علی منعہ)) ''اگر ان لوگوں نے مجھ سے وہ رسی بھی روک لی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے روک لینے پر بھی ان سے جنگ کروں گا''(۴۷) میں موجود لفظ ''عقال'' کی شرح کرتے ہوئے آپ نے ائمہ لغت کا اختلاف نقل کیا ہے اور اس سلسلے میں امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ، ابن عائشہؒ اور ابوالعباس محمد بن یزید نحویؒ وغیرہ کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔(۴۸)

کبھی آپ اس وجہ سے تفصیل سے کام لیتے ہیں کہ اُس دور کے حالات وواقعات کی تفصیل بیان کرنا مقصود ہوتا ہے کہ جس میں وہ حدیث بیان کی گئی تھی تا کہ اس کا مفہوم سمجھنے میں آسانی رہے۔ چنانچہ کتاب زکوٰۃ کے آغاز میں آپ نے تفصیل سے اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جو نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور ان کی مختلف اقسام بیان کرتے ہوئے تفصیل سے اس دور کے حالات بیان فرمائے ہیں۔(۴۹)

کبھی آپ اس لئے تفصیل بیان کرتے ہیں کہ امام ابوداودؒ نے کہیں مختصر حدیث بیان کی ہوتی ہے تو اس کی تکمیل کے لئے پہلے آپ شرح میں پوری حدیث بیان کرتے ہیں پھر اس کے احکام وفوائد پر بحث کرتے ہیں، چنانچہ کتاب الجہاد، باب فی صلح الحدیبیہ کے تحت ایسا کرنے کے بعد آپ نے نقل فرمایا ہے کہ ''ابوداودؒ نے یہ حدیث نہایت اختصار سے بیان کی ہے کہ اس حدیث کے فوائد کا ایک حصہ ہی مفقود ہو گیا ہے، تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس حدیث اور قصے کو اس کی اصل حالت میں ذکر کروں اور اس میں موجود سنن ومعانی کو بیان کروں تا کہ اس کے علم سے فائدہ اٹھایا جائے (واللہ الموفق)۔''(۵۰)

☆ **اغلاط کی اصلاح:** معالم السنن میں امام خطابیؒ نے محدثین کی اغلاط کی اصلاح کا بھی اہتمام فرمایا ہے جیسا کہ سنن ابوداود کی پہلی حدیث ((كان اذا اراد البراز انطلق حتى لا يراه احد)) ''آپ ﷺ کو جب پیشاب، پاخانے کی حاجت ہوتی تو آپ (آبادی سے) دور چلے جاتے حتی کہ آپ کو کوئی نہ دیکھ سکتا۔''(۵۱) کی شرح کرتے ہوئے آپ نے نقل فرمایا ہے کہ

''لفظ البراز باء مفتوحہ کے ساتھ وسیع وکشادہ زمین کا نام ہے، اہل عرب نے اسے انسان کی حاجت سے کنایہ کے طور پر استعمال کیا ہے جیسا کہ لفظ خلاء کو بھی اسی طرح کنایۃً استعمال کیا ہے، تبرز الرجل اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو، اور اکثر راوی لفظ براز کی باء پر زیر پڑھتے ہیں اور وہ غلط ہے، اس لئے کہ بِراز (باء کی زیر کے ساتھ) جنگ میں دعوتِ مبارزت دینا (بارز) سے مصدر ہے''(۵۲)

☆ **درجہ حدیث کا بیان:** بعض مقامات پر امام خطابیؒ نے درجہ حدیث کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔ جیسا کہ کتاب الطہارۃ میں امام ابوداودؒ نے ایک روایت یہ نقل فرمائی ہے کہ ((ان تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر وانقوا البشر)) ''بیشک ہر بال کے نیچے جنابت ہے لہٰذا تم بالوں کو (اچھی طرح) دھولو اور چمڑے کو خوب صاف کرو۔''(۵۳) اس کی شرح کرتے ہوئے آپ نے نقل فرمایا ہے کہ ''یہ حدیث ضعیف ہے

(کیونکہ) (اس کی سند میں) حارث بن وجیہ راوی مجہول ہے۔[(۵۴)]

متون نقل کرنے کا اسلوب:

☆ متون کے حوالے سے اولاً یہ بات یاد رہے کہ امام خطابیؒ سنن ابوداود کی تمام روایات کے متون نقل نہیں فرماتے بلکہ صرف انہی روایات کے متون نقل فرماتے ہیں جو آپ کی نظر میں محتاجِ وضاحت ہوتی ہیں۔

☆ جب بھی آپ سنن ابوداود کی کوئی روایت نقل فرماتے ہیں تو سب سے پہلے ((قال أبوداود)) ''ابوداودؒ نے فرمایا'' نقل فرماتے ہیں، پھر ابوداودؒ کی سند ذکر کرنے کے بعد حدیث کا متن نقل فرماتے ہیں۔

☆ اکثر اوقات شرح کے دوران بھی آپ پوری سند ذکر کر کے ہی حدیث کا متن نقل فرماتے ہیں۔[(۵۵)]

☆ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ دورانِ شرح حدیث کے متن کی طرف صرف اشارہ ہی فرما دیتے ہیں جیسا کہ ایک مقام پر آپ نے یوں نقل فرمایا ہے کہ ((والصحیح فی هذا الباب حدیث عبد الله بن سرجس)) ''اور اس مسئلے میں عبداللہ بن سرجسؓ کی حدیث صحیح ہے۔''[(۵۶)]

☆ اگر کسی حدیث کی ایک سے زیادہ اسناد ہوں اور ان میں سے ہر ایک کسی فائدے یا کسی حکم کی زیادتی پر مشتمل ہو تو امام خطابیؒ ان تمام روایات کو اکٹھا ہی نقل فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ

- حدیثِ قلتین کے متعلق آپ نے متعدد روایات نقل فرمائی ہے۔[(۵۷)]
- کتے کے برتن میں منہ مارنے والی حدیث کے متعلق متعدد روایات نقل فرمائی ہیں۔[(۵۸)]
- جنین کی دیت والی حدیث کے متعلق متعدد روایات نقل فرمائی ہیں۔[(۵۹)]
- حدیثِ تشہد کے متعلق متعدد روایات نقل فرمائی ہیں۔[(۶۰)]
- حدیثِ قسامت کے متعلق متعدد روایات نقل فرمائی ہیں۔[(۶۱)]

☆ امام خطابیؒ بعض اوقات محض اختصار کی غرض سے حدیث کا متن ہی نقل فرماتے ہیں جتنے کی ضرورت ہوتی ہے اور باقی حدیث ذکر نہیں فرماتے بلکہ اس کے لئے صرف یہ الفاظ استعمال فرما دیتے ہیں:

- ((وساق الحدیث)) ''اور اس نے (ساری) حدیث کو بیان کیا۔''[(۶۲)]

- یا ((ذکر الحدیث)) ''اس نے (ساری) حدیث کو ذکر کیا۔''(۶۳)
- یا ((ذکر باقی الحدیث)) ''اس نے باقی حدیث کو ذکر کیا۔''(۶۴)

آپ غالباً ایسا اختصار کی غرض سے ہی کرتے ہیں جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر آپ کی یہ عبارت بھی اس پر شاہد ہے ((قال ابوداود ... عن جابر بن عبد الله ـ رضی الله عنهما ـ وساق الحديث الطويل فی قصة حج النبی ﷺ فالتقطت منه مواضع الحاجة الی التفسير والتاويل وتركت سائره اختصارا وكراهة للتطويل)) ''امام ابوداودؒ نے جابر بن عبداللہؓ سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں طویل حدیث نقل فرمائی ہے لیکن میں نے اس سے صرف وہ مقامات منتخب کئے ہیں جو تفسیر وتشریح کے محتاج ہیں اور میں نے اختصار کی غرض سے اور طوالت کو ناپسند کرتے ہوئے باقی ساری حدیث کو ترک کر دیا ہے۔''(۶۵)

☆ تاہم اگر کہیں اختصار کے برعکس طویل متن نقل کرنے کی ضرورت ہو تو آپ طوالت بھی اختیار فرماتے ہیں جیسا کہ آپ نے قصہ حدیبیہ کے متعلق طویل حدیث کا متن نقل فرمایا ہے۔ (۶۶) اسی طرح اس مخزومی عورت کے متعلق قصے کا بھی متن نقل فرمایا ہے جو لوگوں سے اُدھار لیا کرتی تھی اور پھر اس کا انکار کر دیتی تھی۔(۶۷)

☆ اگر کسی جگہ آپ ایک حدیث کو دوسری بار کسی دوسری سند کے ساتھ ذکر کریں لیکن متن کے الفاظ دونوں کے ایک جیسے ہی ہوں تو پھر آپ صرف ان الفاظ پر ہی اکتفاء فرماتے ہیں ((مثلـــــه)) ''اس کی مثل۔''(۶۸)

اسناد نقل کرنے کا اسلوب:

☆ امام خطابیؒ ہر حدیث سے پہلے امام ابوداودؒ کی سند ذکر کرتے ہیں اور پھر حدیث کا متن ذکر فرماتے ہیں۔

☆ بعض اوقات آپ شرح کے دوران اپنی سند سے بھی احادیث نقل فرماتے ہیں۔(۶۹)

☆ آپ صرف مرفوع احادیث کی ہی سند ذکر نہیں فرماتے بلکہ آثارِ صحابہ، اقوالِ تابعین، اقوال ائمہ لغت حتی کہ بعض اشعار بھی آپ پوری سند کے ساتھ ہی ذکر فرماتے ہیں جیسا کہ کتاب کا اکثر حصہ اس کا ثبوت ہے۔

☆ بالعموم آپ کی عادت یہ ہے کہ آپ پہلے سند ذکر فرماتے ہیں اور پھر اس کے بعد متن، لیکن بعض اوقات آپ پہلے متن بھی ذکر فرمادیتے ہیں اور سند اس کے بعد ذکر کرتے ہیں۔(۷۰)

☆ بعض اوقات دورانِ شرح آپ متعدد احادیث بلا سند بھی نقل فرمادیتے ہیں، (۷۱) غالبًا اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ احادیث اہل علم میں مشہور ہی ہوتی ہیں یا پھر یہ کہ ان کی حیثیت اصل کی نہیں بلکہ شاہد وغیرہ کی ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

روایت کے صیغے (الفاظ):

امام خطابیؒ نے روایت کے متعدد صیغے استعمال فرمائے ہیں جن میں سے زیادہ قابل ذکر یہ ہیں:

☆ حدثنا۔　☆ حدثنی۔　☆ حدثونا۔　☆ اخبرنا۔　☆ اخبرنی۔

☆ سمعت۔　☆ رواہ لنا۔　☆ انشدنا۔　☆ انشدنی۔　☆ قال لی۔

☆ بلغنی۔　☆ روی۔　☆ حکی۔　☆ یرویہ۔　☆ ذکرہ۔

مبہم علماء سے روایت:

امام خطابیؒ نے اپنی اس کتاب میں اکثر مقامات پر مبہم اہل علم سے روایت بیان کرتے ہوئے ان کے اقوال بھی نقل فرمائے ہیں جیسا کہ اس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

☆ ((أخبرنی بعض أهل العلم من أهل الاندلس)) ''اہل اندلس میں سے بعض اہل علم نے مجھے خبر دی۔''(۷۲)

☆ ((أخبرنی بعض أصحابنا عن ابن الأنباری)) ''ہمارے بعض ساتھیوں نے ابن انباری کے متعلق مجھے خبر دی۔''(۷۳)

☆ ((حدثناه غیر واحد من أصحابنا)) ''ہمیں یہ بات ہمارے کئی ایک اصحاب نے بیان کی۔''(۷۴)

☆ ((کان بعض مشایخنا یقول)) ''ہمارے بعض مشائخ فرمایا کرتے تھے۔''(۷۵)

☆ ((حدثونا عن یونس بن عبد الأعلی)) ''انہوں نے ہمیں یونس بن عبد الاعلیٰ سے بیان کیا۔''(۷۶)

☆ ((حدثونا عن محمد بن محمد بن یحیی)) ''انہوں نے ہمیں محمد بن محمد بن یحییٰ سے بیان کیا۔''(۷۷)

☆ ((حدثونا به عن علی بن عبد العزیز)) ''انہوں نے ہمیں یہ بات علی بن عبدالعزیز سے بیان کی ہے۔''(۷۸)

بعض اوقات آپ فقہی مسائل بیان کرتے ہوئے بھی بعض مبہم اہل علم کے اقوال نقل فرما دیتے ہیں جیسا کہ بعض مقامات پر آپ نے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں کہ ((قال بعض أهل العلم)) ''بعض اہل علم نے فرمایا۔''(۷۹)

امام خطابیؒ نے علماء کا نام مبہم کیوں رکھا اس کے متعلق بالجزم کوئی بات نہیں کہی جا سکتی کیونکہ آپ نے خود اس کی کوئی وضاحت نہیں فرمائی۔ (واللہ اعلم)

نامکمل اسماء کا ذکر:

بعض اوقات امام خطابیؒ علماء کے غیر مستعمل اور نامکمل اسماء بھی ذکر فرما دیتے ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ کے متعلق اکثر مقامات پر آپ نے صرف یہی الفاظ ذکر فرمائے ہیں کہ ''محمد بن اسماعیل''(۸۰)۔ البتہ بعض مواقع پر آپ نے پورا اور مستعمل نام بھی ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ایک مقام پر آپ نے نقل فرمایا کہ ((قال محمد بن اسماعیل البخاری)) ''محمد بن اسماعیل بخاری نے فرمایا۔''(۸۱) اسی طرح ایک جگہ یوں نقل فرمایا کہ ((وقد رواه محمد بن اسماعیل البخاری فی الجامع الصحیح)) ''اور محمد بن اسماعیل بخاری نے الجامع الصحیح میں فرمایا ہے۔''(۸۲)

علاوہ ازیں آپ نے امام ترمذیؒ کے متعلق بھی بعض مقامات پر صرف ابوعیسیٰ کا لفظ ہی استعمال فرمایا ہے جیسا کہ ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ((و کتاب ابی عیسی)) ''اور ابوعیسیٰ کی کتاب۔''(۸۳) لیکن بعض مقامات پر ان کا پورا نام بھی ذکر فرمایا ہے اور یوں نقل فرمایا ہے کہ ((قال ابو عیسی الترمذی)) ''ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا۔''

اسی طرح ایک جگہ آپ نے داود ظاہریؒ کے لئے صرف داود اور امام ابن جریر طبریؒ کے لئے صرف محمد بن جریر کا لفظ بھی استعمال فرمایا ہے۔(۸۵)

اس کا اصل سبب تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ آپ نے ایسا اس لئے کیا ہو کہ یہ

نام اس زمانے میں معروف اور شہرت یافتہ ہوں اور نامکمل نام سے بھی مقصد پورا ہو جاتا ہو اور طالب علم بھی ان ناموں سے واقف ہی ہوں۔ (واللہ اعلم)

معلق روایات کا بیان:

معلق یعنی ایسی روایت جو بلاسند بیان کی گئی ہو۔ امام خطابیؒ نے ایسی بہت سی روایات اپنی اس کتاب میں ذکر فرمائی ہیں۔ غالباً اس کے اسباب میں سے چند ایک یہ ہیں:

☆ اختصار کی غرض سے آپ نے روایات کی سند ذکر نہیں کی۔

☆ احادیث کے معروف ومشہور ہونے کی وجہ سے سند ذکر نہیں کی۔

☆ بعض مقامات پر اس لئے سند ذکر نہیں کی کہ اپنے آپ پر تخفیف ہو جائے۔

☆ سند بھول جانے یا لکھتے وقت ذہن میں نہ ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کی۔ (واللہ اعلم)

یہ تو تھے چند اسباب، علاوہ ازیں معلقات کی امثلہ بہت زیادہ ہیں اور اس کے لئے آپ نے صیغے بھی متعدد استعمال فرمائے ہیں، اس کی چند امثلہ آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ((حكى لنا عن أبي داود)) ''ہمارے لئے ابوداودؒ سے بیان کیا گیا ہے۔''(۸۶)

☆ ((حكى لنا عن أبي ثور)) ''ہمارے لئے ابوثورؒ سے بیان کیا گیا ہے۔''(۸۷)

☆ ((حكى لنا عن الشافعي)) ''ہمارے لئے شافعیؒ سے بیان کیا گیا ہے۔''(۸۸)

☆ ((حكى لنا عن مالك ابن أنس)) ''ہمارے لئے مالک بن انسؒ سے بیان کیا گیا ہے۔''(۸۹)

☆ ((حكى لنا عن رؤبة)) ''ہمارے لئے رؤبہؒ سے بیان کیا گیا ہے۔''(۹۰)

☆ ((وقد روى عن أبي هريرة)) ''اور ابو ہریرہؓ سے روایت کیا گیا ہے۔''(۹۱)

☆ ((وقد روى عن ابن عباس)) ''اور ابن عباسؓ سے روایت کیا گیا ہے۔''(۹۲)

☆ ((وقد روى عن علي)) ''اور علیؓ سے روایت کیا گیا ہے۔''(۹۳)

☆ ((كما روى لا صلاة لجار المسجد الا في المسجد)) ''جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد میں ہی ہوتی ہے۔''(۹۴)

☆ ((روينا عن أبي بن كعب)) ''ہمیں ابی بن کعبؓ سے روایت کیا گیا ہے۔''(۹۵)

بلاغات کا بیان:

بلاسند اور منقطع روایات نقل کرنے کا ایک اسلوب امام خطابیؒ نے یہ اختیار کیا ہے کہ آپ ''بلغنی'' کا صیغہ استعمال فرماتے ہیں، یعنی کہ مجھے (فلاں سے) یہ بات پہنچی۔ اس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

☆ ((بلغنی عن ابن کیسان النحوی)) ''ابن کیسان نحوی سے مجھے یہ بات پہنچی۔''(۹۶)

☆ ((بلغنی عن ابی العباس بن شریح)) ''ابوالعباس بن شریح سے مجھے یہ بات پہنچی۔''(۹۷)

☆ ((بلغنی عن الطحاوی)) ''طحاوی سے مجھے یہ بات پہنچی۔''(۹۸)

حاصل بحث:

سنن ابوداود کی شروح میں معالم السنن کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے کیونکہ یہ سنن ابوداود کی پہلی شرح شمار کی جاتی ہے۔ اس میں امام خطابیؒ نے ایسا عمدہ اسلوب اختیار فرمایا ہے کہ الفاظ کی لغوی تشریح اور احادیث میں موجود فقہی احکام ومسائل کے بیان کے ساتھ ساتھ اقوالِ سلف، امثالِ عرب، شرعی آداب، اختلافی آراء،، نحوی قواعد، صرفی اوزان، اصطلاحاتِ حدیث اور جرح وتعدیل جیسے دیگر بہت سے علمی فوائد بھی یکجا کر دیئے ہیں۔ نیز آپ نے اس میں بطورِ خاص احادیث وآثار اور ائمہ وعلماء کے اقوال کو اپنی سند سے ذکر کرنے کا بھی اہتمام فرمایا ہے کہ جس کے باعث یہ کتاب علومِ حدیث میں بنیادی مصدر کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ نیز ان اسناد کے ذکر سے یہ کتاب امام خطابیؒ کے شیوخ کی معرفت کے سلسلے میں بھی اہم مرجع بن گئی ہے۔ ان خصائص کے باعث بلاشبہ یہ کتاب جیسے گذشتہ دور میں علماء ومحدثین اور محققین کی ضرورت رہی ہے ویسے آج بھی اہل علم اس سے ہرگز مستغنی نہیں ہو سکتے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابوداود، مطبوعہ دار السلام ریاض، ۱۴۲۰ھ، کتاب الصلاۃ، باب اذا اخر الامام الصلاۃ عن الوقت (رقم الحدیث: ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴)۔

(۲) خطابی، ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم، معالم السنن، تحقیق: محمد راغب الطباخ، مطبع علمیۃ حلب، ۱۳۵۱ھ، (۱۳۵/۱)۔

(۳) معالم السنن (۲۲۴/۱، ۲۲۵)۔

(۴) ایضا (۹/۱)۔

(۵) سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب فرض الوضوء (رقم الحدیث: ۵۹)۔

(۶) معالم السنن (۳۳/۱)۔

(۷) سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب مایقول الرجل اذا دخل الخلاء (رقم الحدیث: ۶)۔

(۸) معالم السنن (۱۰/۱)۔

(۹) ایضا (۷۳/۲)۔

(۱۰) ایضا (۲۰۲/۱)۔

(۱۱) سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب مایقول الرجل اذا خرج من الغائط (رقم الحدیث: ۳۰)۔

(۱۲) معالم السنن (۲۲/۱)۔

(۱۳) ایضا (۷۶/۱)۔

(۱۴) ایضا (۱۵۷/۲)۔

(۱۵) سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب کراھیۃ استقبال القبلۃ عند قضاء الحاجۃ (رقم الحدیث: ۸)۔

(۱۶) سورۃ النساء (آیت: ۴۳)۔ معالم السنن (۱۰۱/۱)۔

(۱۷) سنن ابوداود، کتاب الایمان والنذور، باب الاستثناء فی الیمین (رقم الحدیث: ۳۲۶۲)۔

(۱۸) ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، مطبوعہ دار السلام ریاض، ۱۴۲۰ھ، ابواب النذور والایمان، باب ماجاء فی الاستثناء فی الیمین (رقم الحدیث: ۱۵۳۱)۔

(۱۹) معالم السنن (۴۷/۴)۔

(۲۰) سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب الوضوء من النوم (رقم الحدیث: ۲۰۰)۔

(۲۱) معالم السنن (۷۲/۱)۔

(۲۲) ایضا (۹۶/۳)۔

(۲۳) ایضا (۱۰/۱)۔

(۲۴) ایضا (۲۱/۴)۔

(۲۵)　سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب الرخصۃ فی ترک الغسل یوم الجمعۃ (رقم الحدیث: ۳۵۴)۔

(۲۶)　معالم السنن (۱/۱۱۱)۔

(۲۷)　جامع ترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء فی سؤر الھرۃ (رقم الحدیث: ۹۲)۔

(۲۸)　معالم السنن (۱/۴۱)۔

(۲۹)　مسلم بن حجاج، ابوالحسن القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، مطبوعہ دارالسلام ریاض، ۱۴۱۹ھ، کتاب المساجد، باب کراھۃ الصلاۃ بحضرۃ الطعام الذی یرید أکلہ فی الحال ... (رقم الحدیث: ۵۶۰)۔

(۳۰)　معالم السنن (۱/۴۵)۔

(۳۱)　ایضا (۱/۶)۔

(۳۲)　ایضا (۱/۳)۔

(۳۳)　سنن ابوداود، کتاب البیوع، باب فی اجتناب الشبھات (رقم الحدیث: ۳۳۲۹، ۳۳۳۰)۔

(۳۴)　معالم السنن (۳/۵۶)۔

(۳۵)　ایضا (۲/۳۲۵)۔

(۳۶)　ایضا (۴/۱۱۴)۔

(۳۷)　ایضا (۱/۵۶)۔

(۳۸)　ایضا (۴/۲۲۵)۔

(۳۹)　ایضا (۴/۱۵۶)۔

(۴۰)　ایضا (۳/۱۴۶)۔

(۴۱)　ایضا (۴/۱۳۱)۔

(۴۲)　سنن ابوداود، کتاب الفرائض، باب فی میراث ذوی الارحام (رقم الحدیث: ۲۹۰۱)۔

(۴۳)　معالم السنن (۴/۹۸، ۹۹)۔

(۴۴)　ایضا (۱/۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴)۔

(۴۵)　سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب الوضوء بماء البحر (رقم الحدیث: ۸۳)۔

(۴۶)　معالم السنن (۱/۴۳، ۴۴)۔

(۴۷)　سنن ابوداود، کتاب الزکاۃ (رقم الحدیث: ۱۵۵۶)۔

(۴۸)　معالم السنن (۲/۱۲)۔

(۴۹)　ایضا (۲/۴)۔

(۵۰)　ایضا (۲/۳۲۰)۔

(۵۱)　سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب التخلی عند قضاء الحاجۃ (رقم الحدیث: ۲)۔

(۵۲)　معالم السنن (۱/۹)۔

(۵۳)　سنن ابوداود، کتاب الطھارۃ، باب فی الغسل من الجنابۃ (رقم الحدیث: ۲۴۸)۔

(۵۴)　معالم السنن (۱/۸۰)۔

(۵۵)　ایضا (۱/۴۵)۔

(۵۶)　ایضا (۱/۴۲)۔

(۵۷)　ایضا (۱/۳۴)۔

(۵۸)　ایضا (۱/۳۹، ۴۰)۔

(۵۹)　ایضا (۴/۳۲)۔

(۶۰)　ایضا (۱/۲۲۶)۔

(۶۱)　ایضا (۴/۹)۔

(۶۲)　ایضا (۱/۱۴۵، ۲۱۲، ۲۴۲)۔

(۶۳)　ایضا (۱/۱۵۸، ۲۷۹، ۲۸۱)۔

(۶۴)　ایضا (۴/۴)۔

(۶۵)　ایضا (۲/۱۹۶)۔

(۶۶)　ایضا (۲/۳۲۰)۔

(۶۷)　ایضا (۳/۳۰۸)۔

(۶۸)　ایضا (۴/۵۵)۔

(۶۹) ایضا (۶۰/۱)۔

(۷۰) ایضا (۴۰/۱)۔

(۷۱) ایضا (۹۸/۴، ۹۹)۔

(۷۲) معالم السنن (۲۸۲/۲)۔

(۷۳) ایضا (۱۸۰/۳)۔

(۷۴) ایضا (۴۰/۱)۔

(۷۵) ایضا (۳۰۳/۴)۔

(۷۶) ایضا (۹۶/۱)۔

(۷۷) ایضا (۱۴۶/۱)۔

(۷۸) ایضا (۱۴۷)۔

(۷۹) ایضا (۱۷۳/۳)۔

(۸۰) ایضا (۶/۱، ۴۲، ۶۰، ۸۰، ۹۵...)۔

(۸۱) ایضا (۲۷۹/۱)۔

(۸۲) ایضا (۱۰/۲)۔

(۸۳) ایضا (۶/۱)۔

(۸۴) ایضا (۱۴۹/۳)۔

(۸۵) ایضا (۴۷/۱)۔

(۸۶) ایضا (۶/۱)۔

(۸۷) ایضا (۱۹۲/۱)۔

(۸۸) ایضا (۱۴۱/۲)۔

(۸۹) ایضا (۳/۴)۔

(۹۰) ایضا (۲۳۳/۴)۔

(۹۱) ایضا (۱۱۰/۱)۔

(۹۲) ایضا (۱/۱۲۶)۔

(۹۳) ایضا (۱/۲۱۶)۔

(۹۴) ایضا (۱/۴۷)۔ اور حدیث کے لئے دیکھئے: ابوالحسن علی بن عمر بن احمد الدارقطنی ، سنن دارقطنی ، مؤسسة الرسالة بیروت ،۲۰۰۴ء، کتاب الصلاۃ ، باب الحث لجار المسجد علی الصلاۃ فیه الامن عذر (رقم الحدیث:۱۵۵۲)۔

(۹۵) معالم السنن (۴/۱۸۶)۔

(۹۶) ایضا (۲/۲۵۸)۔

(۹۷) ایضا (۳/۶۲)۔

(۹۸) ایضا (۴/۳۰۵)۔